اردو افسانے کے مضحک کردار

زرینہ کوثر
پی ایچ۔ڈی سکالر، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

COMIC CHARACTERS IN URDU FICTION

Zaraina Kausar
PhD Scholar Urdu, University of Education, Lahore

Abstract

Generally, a comic character appears and dominates in the genera of comedy. The comic character usually makes him/herself a laughing stock by his/her appearance, deed and action. This article deals with the brief introduction of comic characters in Urdu short stories. Besides presenting definition of a comic character, some examples of comic characters from Urdu short stories complying with its definition partly or completely, have also been incorporated in the article.

Keywords:

طنز ومزاح، مضحک کردار، وزیر آغا، ناول، افسانہ، رشید احمد کوریجہ، انسان
ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، علامہ راشد الخیری، شوکت تھانوی

اردو نثر نگاری میں مزاح کا ایک اثر انگیز اور کامیاب حربہ 'مزاحیہ کردار' ہے۔ اس مزاحیہ کردار کی موجودگی تمام اصناف نثر مثلاً ناول، افسانہ، سفرنامہ اور انشائیہ میں ملتی ہے۔ 'مضحک کرداروں' کے ابتدائی نقوش شاہی درباروں کے مسخروں میں تلاش کیے جا سکتے ہیں جو بادشاہوں کی تفریح کا سامان فراہم کرتے تھے۔ زندگی کی تلخیوں اور ناہمواریوں کو طشت ازبام کرنے اور ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لیے ادیبوں نے اس حربے کو اختیار کیا۔ دیگر اصناف سخن کی طرح اردو افسانے میں بھی افسانہ نگاروں نے اس حربے سے استفادہ کیا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں 'مضحک کردار' کی جامع اور مروج تعریف کر دی جائے چنانچہ ڈاکٹر وزیر آغا مضحک کردار کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''کردار اچھا ہو یا بُرا لیکن اگر اس کی حرکات وسکنات کا مزاج غیر سماجی ہے تو اس کا مزاحیہ کردار کے درجے تک پہنچ جانا غیر اغلب نہیں۔''(۱)

ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش کے مطابق:

''ظریف کردار کی ظرافت اس کی فطرت میں ہوتی ہے۔ کردار واقعات خود پیدا کرتا ہے۔ یہ کردار بڑی حد تک غیر فطری اور مبالغہ آمیز ہوتا ہے لیکن اس مبالغے میں فنی واقعیت ہوتی ہے۔''(۲)

رشید احمد گوریجہ نے مضحک کردار کی تعریف یوں کی ہے:

''مزاحیہ کردار میں ایک عام انسان کی سی لچک موجود نہیں ہوتی۔ اس کے پیش نظر چند اصول ہوتے ہیں۔ جنہیں وہ ہر حال اور ہر زمانے میں ناقابل تردید خیال کرتا ہے۔ وہ ایسا رجعت پسند ہوتا ہے کہ اپنی مخصوص عادات واطوار کے گورکھ دھندے سے ایک قدم بھی باہر نہیں رکھ سکتا۔ چنانچہ کردار کو کئی مضحکہ خیز واقعات سے دوچار ہونا پڑتا ہے جب وہ ان واقعات کے مطابق اپنے آپ کو نہیں ڈھال پاتا تو لطف کا باعث بنتا ہے۔''(۳)

درج بالا تعریفات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ: سوسائٹی کی سیدھی لکیر سے منحرف ہو کر چند فطری ناہمواریوں کے باعث احساسِ کمتری یا احساس برتری کا شکار ہو کر اپنے اوپر ناز کرنے والے شخص کو جس کی حرکتیں دوسروں کی ہنسی کو تحریک دیتی ہیں مزاحیہ یا مضحک کردار کہتے ہیں۔ایک مضحک کردار، اپنی شخصیت اور کردار کے اعتبار سے مسخرے سے مختلف ہوتا ہے۔'مسخرہ' ایک شعوری حالت کا نام ہے جب کہ مضحک کردار سے لاشعوری طور پر حماقتیں سرزد ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر وزیر آغا مسخرے اور مضحک کردار میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: 'مسخرہ' ہو یا 'فول' یہ مزاحیہ کردار سے بہر حال ایک علیحدہ شخصیت ہے اور اسے مزاحیہ کردار کے مترادف سمجھنا سخت غلطی ہے مسخرے اور فول کے ساتھ ساتھ زندگی کے ایسے بے شمار کرداروں کو بھی پیش کیا جاسکتا ہے جن میں ناہمواریوں کی بجائے محض مسخرہ پن موجود ہوتا ہے اور جو محض اس لیے دوسروں کے مذاق کا نشانہ بنتے ہیں کہ اس سے دوسروں کی تفریح کے لیے سامان بہم پہنچتا ہے۔ویسے اس قسم کے کرداروں میں خود اذیتی (Masochism) کا شائبہ بھی موجود ہوتا ہے۔اور وہ اپنی ہیت کذائی پر خود بھی قہقہے لگانے سے باز نہیں آتے، پس مزاحیہ کردار اور مسخرے میں سب سے نمایاں فرق یہ ہے کہ جہاں مسخرے کا کوئی وقار نہیں ہوتا وہاں مزاحیہ کردار کا وقار تصنع کی حدود تک پہنچ چکا ہوتا ہے مزاحیہ کردار کی ایک ممتاز خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ہر عمل کو درست اور حق بجانب تصور کرتا ہے چنانچہ اس کے دل میں اپنی عزت افسوسناک حد تک بڑھی ہوتی ہے۔''(۴)

مضحک کردار اور نارمل کردار میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ مضحک کردار زندگی کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کرتا جبکہ نارمل کردار قدم قدم پر سمجھوتے کرتا ہے اور خود کو حالات کے مطابق تبدیل کرتا رہتا ہے۔ مضحک کردار، پرسکون حالات میں بھی اضطرابی اور اضطراری کیفیت میں مبتلا رہتا ہے جب کہ ایک نارمل کردار نامساعد حالات میں بھی پرسکون رہنے کی کوشش کرتا ہے۔نارمل کردار زندگی اور معاشرے کے ساتھ آسانی سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے۔اس کے اندر تبدیلیوں کو قبول کرنے کے لیے لچک ہوتی ہے وہ خود کو حالات کے مطابق تبدیل کرتا رہتا ہے۔جبکہ مضحک کردار ''ناک کی سیدھ'' سے ذرا بھی ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور وہ جذبے اور خیال کے ایک ہی راستے پر گامزن رہتا ہے۔

مضحک کردار کی تشکیل و تعمیر کے لیے ڈاکٹر وزیر آغا نے دو باتوں کو لازمی قرار دیا ہے:

''پہلی بات تو یہ ہے کہ فن کار کو چاہیے کہ وہ مزاحیہ کردار کی تعمیر میں مبالغے سے کام لے تا کہ اس کی معمولی سے معمولی ناہمواری بھی واضح ہو کر سامنے آ جائے۔ مگر مبالغے کے لیے احتیاط اور توازن شرط ہے ورنہ اگر ناہمواری میں سچائی کے عناصر ہی موجود نہ ہوئے تو مزاحیہ کردار زندگی سے دور ہٹ جائے گا۔۔۔ دوسری بات یہ ہے کہ مزاحیہ کردار کو اس فطری انداز سے مضحکہ خیز واقعات میں گھرا ہوا دکھایا جائے کہ اس کی ناہمواریوں کو سطح پر آنے کا زیادہ سے زیادہ موقع مل سکے۔''(۵)

حقیقت یہ ہے کہ مصنوعی چیز کو حقیقی صورت میں پیش کرنا ایک مشکل امر ہے۔ تصنع، بناوٹ اور مبالغہ آمیزی اگر فطری اور حقیقی رنگ سے دور ہو تو بے لطف ہے۔ مضحک کردار بھی مصنف کی پیداوار ہوتا ہے اگر اس کی تعمیر و تشکیل فطری رنگ سے دور ہوگی تو اس کی حرکتیں ادنیٰ تفریح تو مہیا کر سکتی ہیں سماجی ناہمواریوں اور فرد کی بے قاعدگیوں کو مثبت اور تعمیری سوچ کے ساتھ بے نقاب کرنے میں ناکام رہیں گی اور اس طرح مصنف کا فن بہترین معیار تک نہیں پہنچ پائے گا اور یوں وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے گا۔ ایک ذہین اور صاحبِ مشاہدہ تخلیق کار کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ مزاحیہ کردار کی شخصی کم زوریوں اور معصوم تضادات کو فطری انداز میں پیش کرے۔ ناکامی کی صورت میں وہ خود ایک 'مزاحیہ کردار' بن جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ افسانہ نگار مزاحیہ کردار کی تعمیر میں مبالغہ، توازن اور مضحکہ خیز صورت واقعہ جیسے حربوں کو فطری انداز میں بروئے کار لائے۔ اس سے مضحک کردار کی ناہمواریوں کو منظر عام پر لانے میں آسانی ہوگی، واقعات میں ڈرامائی کیفیت پیدا ہوگی، ناظرین و قارئین کے لیے صورت واقعہ پُر تاثیر اور پر لطف ثابت ہوگی اور افسانہ نگار اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہوگا۔

اردو افسانے میں کئی کردار ایسے ہیں جو مضحک کردار کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ چند کردار ایسے بھی ہیں جو اگر ناقدین اور قارئین کی توجہ حاصل کر لیتے تو شاید معروف مضحک کرداروں سے

زیادہ شہرت حاصل کر لیتے مثلاً علامہ راشد الخیری کے افسانے 'نانی عشو' میں 'نانی عشو' ایک ایسا کردار ہے جو اپنی حرکتوں سے قدم قدم پر مزاح کے خوش گوار سائے بچھاتا چلا جاتا ہے۔ مصنف نے 'نانی عشو' کا حلیہ مضحک خیز انداز میں پیش کیا ہے:

''بی عشو کی عمر ساٹھ برس سے کم نہ تھی، مگر سرخ لباس ان کا جزو بدن تھا، مسی کی دھڑی، پانوں کا لاکھا، پور پور مہندی، الغاروں کا تیل اور دنبالہ وار کاجل ان کا ایمان! اس پر جھانجن اور پازیب کی جھنکار ان کی رفتار کا ڈھنڈورہ! پڑھنے لکھنے کو تو شاید اس کی سات پشت میں بھی کسی نے الف کے نام بے نہ سنی ہوگی مگر عشو اپنا رعب بٹھانے کو اللہ کا الف حلق سے نکال کر علانیہ کر دیتی تھی۔''(۶)

'ننھی فریب عمر' کا شکار ہے۔ خود کو کم عمر خیال کرتی ہے حال آں کہ زندگی کی نصف صدی گزار چکی ہے۔ اس کی 'ذہنی عمر' اور 'جسمانی عمر' میں ایک تضاد ہے جو مزاح کا باعث ہے۔

اسی طرح افسانہ 'ولایتی ننھی' میں ننھی کا حلیہ اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ بے اختیار لبوں پر ہنسی آجاتی ہے:

''پچاس برس کی عمر، بگلا سر، دوہری کمر کہلاتی بی بی ننھی تھی اور سمجھتی بھی تھی کہ ننھی ہوں، گھر کے بڈھے کو جو عمر میں اس سے آدھا تھا وہ لا صاحب کہتی تھی اڑوس پڑوس کے لڑکوں کو اس نے ہمیشہ بھائی جان کہا۔ مسجد کے طالب علم کو ابھی جوان بھی نہ ہوا تھا اس نے جب پکارا چچا میاں۔ حد یہ ہے کہ دیوار بیچ جو دلہن بیاہ کر آئی اس کو بھی اس نے باجی، آپا ہی کہا افسوس یہ ہے کہ دلہن کے بچہ کی پیدائش کے وقت موجود نہ تھی ورنہ خدا جانے داد فرماتی یا نانا۔''(۷)

عام طور پر نسوانی کرداروں کی مضحکہ خیزی پر کم توجہ دی جاتی ہے لیکن راشد الخیری نے ان کرداروں میں تبسم آوری کے امکانات تلاش کر لیے ہیں۔ ان کے مزاحیہ افسانے ایسے مضحک مرد و زن کرداروں سے ہنسنے ہنسانے کا مواد حاصل کرتے ہیں۔

علامہ راشد الخیری کے مزاحیہ افسانے مزاحیہ کرداروں پر استوار ہیں اس سلسلے میں ڈاکٹر انوار احمد لکھتے ہیں:

''علامہ راشد الخیری کے مزاحیہ افسانے مضحک کرداروں کے گرد گھومتے ہیں جیسے نانی عشو، ولایتی نخھی، داد الاول بجھکو۔۔۔تضاد و تطابق، مبالغہ آمیزی، بڑھاپا ہوس ناکی، مغرب زدگی اور ناموافق صورت حال میں غیر متوقع نتائج کی حکمت عملی سے عموماً ان افسانوں کا خمیر اٹھایا گیا ہے۔''(۸)

شوکت تھانوی نے اپنے افسانوں میں کرداروں کی صورت اور سیرت دونوں کو مضحکہ خیز انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ کرداروں کے تعارف اور حلیہ نگاری میں تضحیک کا عنصر پیدا نہیں ہونے دیتے بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کردار معاشرے میں ہی موجود تھے مگر ان کی طرف مصنف نے توجہ اب مبذول کرائی ہے۔ وہ مضحک کردار کی تصویر کشی ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ناہمواری بھی واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے اور مضحک کردار کا حلیہ بھی:

''زمیندار صاحب شکل وصورت میں بھوندو استاد کے خاندان سے نظر آتے۔ وہی پختہ رنگ، وہی بے قابو توند، کچھ دانت ٹوٹے ہوئے باقی میں کچھ اصلی اور کچھ نقلی، کھچڑی بال جو اس سیاہ رنگ پر اور بھی نمایاں تھے، پان اس بدتمیزی سے کھا رہے تھے کہ دھان مبارک سے ہر خوش مذاق کو اگلدان کا تخیل مل سکتا تھا۔ سر کے بالوں میں پڑا ہوا چنبیلی کا تیل کن پٹیوں سے بہہ رہا تھا۔''(۹)

کرشن چندر کے افسانوں میں مزاح کی بجائے طنز کی فراوانی ہے مگر ان کے مزاحیہ افسانوں کی پہچان ان کے مضحک کردار ہیں مثلاً افسانہ 'کوماں' میں پنڈت جی کا کردار مضحک کردار کی 'تعریف' کے قریب تر ہے پنڈت جی کی شکل وصورت کی تصویر کشی مضحکہ خیز ہے:

''جب خدا سب لوگوں کو بنا چکا تو جو بچا کھچا مصالحہ پڑا تھا اسے دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا، آخر اس کا کیا کیا جائے بہت غور وخوض کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ اس

سے ایک مجسمہ تیار کیا جائے جو سب سے نرالا ہو، اپنی مثال آپ ہو، جس کے
رعب حسن سے عورتیں غش کھا جائیں، بچے ماؤں کی گودیوں میں چھپ جائیں۔
جس کے جلال سے مردوں کے پیٹ میں بل پڑ جائیں۔ ہنستے ہنستے قولنج ہو
جائے اور وہ فوری مجسمہ میں ہوں۔ ذرا دیکھو تو۔۔۔ ناک اندر دھنسی ہوئی ہو چیچک
کے داغ، مہاسے اور یہ ہونٹ پکے ہوئے انجیر کی طرح پھٹے ہوئے۔''(۱۰)

شفیق الرحمٰن کے افسانے میں مزاح اس قدر شامل کیا ہے وہ ایک مکمل مزاح نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ شفیق الرحمٰن کا 'شیطان' تو خاصی شہرت حاصل کر چکا اس کے علاوہ ان کے دیگر کردار مقصود گھوڑا اور روفی وغیرہ بھی خاصے معروف ہیں۔ ایک اور مضحک کردار ان کے افسانے 'گرمیوں کی چھٹیاں' میں ملتا ہے جو خاصا دلچسپ اور پر لطف ہے۔ اظہر کی حلیہ نگاری ان الفاظ میں کی گئی ہے:

''مگر اظہر کیوں نہیں آیا۔ مریل کہیں کا۔ کسی بند کمرے میں بیٹھا ہوگا، موٹے
موٹے شیشوں کی عینک ناک پر سوار ہوگی۔ سامنے کوئی ڈکشنری جتنی ضخیم کتاب
کھلی ہوگی۔ پڑھ رہا ہوگا۔ میں نے سامان ایک بنچ پر رکھوادیا اور اپنے دل میں
سوچا کہ کچھ بھی ہو بغیر اشتعال کے کبھی نہیں جاؤں گا۔ اتنے سال کے بعد تو میں
یہاں آیا ہوں اور وہ اظہر۔۔۔ شتر مرغ۔۔۔ کھجور کا درخت۔۔۔
عمر دھیار۔۔۔ بید مجنوں۔۔۔ اس کے بچپن کے سارے نام یاد آ گئے۔ اب تو
خاصا بڑا ہو گیا ہوگا۔ میں نے دوبارہ مڑ کر گیٹ کی طرف دیکھا۔ ایک شخص میری
طرف آ رہا تھا۔ ایمیوں کی طرح لڑکھڑاتا ہوا۔ موٹے موٹے شیشوں کی بے
ڈھنگی سی عینک آنکھوں پر چمک رہی تھی، بال پریشان آنکھوں کے گرد حلقے،
پچکے ہوئے گال، ایک مردہ سی مسکراہٹ لبوں پر، میں نے جھٹ پہچان لیا۔۔۔
یہ اظہر ہی تھا کم بخت کو جیسا چھوڑ کے گیا تھا ویسے کا ویسا تھا۔''(۱۱)

افسانہ نگاروں کے ہاں ظرافت کے اظہار سے ان کے مزاج کی رنگا رنگی اور اسلوب کی وسعت ثابت ہوتی ہے۔ خواتین افسانہ نگاروں کے ہاں بھی یہ خصوصیت پائی جاتی ہے، مثلاً ہاجرہ مسرور نے اپنے افسانے 'کاروبار' میں ایک کردار 'خان صاحب' اس انداز سے کھینچا کہ اس میں مضحک کردار کی اکثر خوبیاں جھلکتی ہیں:

''۔۔۔اور ایک وہ تھا۔۔۔ چھ فٹ اونچا، دُبلا پتلا سا۔ جب چلتا تو لگتا جیسے تاڑ کا درخت زمین سے اپنی جڑیں چھڑا کر جگہ بدلنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔ ہونٹوں پر مڑی ہوئی اونچی ناک۔۔۔ ایسی اونچی جیسے اس کے چہرے کو دو الگ الگ حصوں میں تقسیم کرنے کے لیے باقاعدہ دیوار کھڑی کر دی گئی ہو۔۔۔ اور پتلی پتلی مونچھیں۔ اتنی پتلی گویا کسی بہت ہی فیشن ماری چھوکری کی بچی کچی بھویں۔۔۔''(۱۲)

سطورِ بالا میں مضحک کرداروں کی جتنی بھی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ ان سب میں مضحک کردار کے مختلف خصائص پائے جاتے ہیں۔ مثلاً لچک کا فقدان، ناہمواری، مبالغہ آمیزی اور صورت کی مضحک تصویر کشی وغیرہ۔ ان مزاحیہ کرداروں نے اردو افسانے کو ایک نئی جہت عطا کی ہے اور زندگی کے ایک نئے چہرے اور زاویے سے متعارف کرایا ہے۔ ان کرداروں سے اردو افسانے کی دنیا پرلطف اور رنگا رنگ ہوئی ہے۔

مزاحیہ کردار وہ کردار ہے جس کی بدولت تمام صورتِ حال مضحکہ خیز صورت اختیار کر جاتی ہے اگر چہ اس کردار کو نمایاں کرنے اور اس کی تخلیق محنت طلب کام ہے جس کے لیے خاص ماحول کو پیش کرنا ضروری ہے مگر جب ایک بار اس کردار کی تخلیق ہو جاتی ہے تو پھر ہنسانے کے لیے اس کا نام ہی کافی ہو جاتا ہے۔ اس کا نام سنتے ہی ہونٹوں پر مسکراہٹ آ جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) وزیر آغاز، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، لاہور: مکتبہ عالیہ ۲۰۰۷ء، ص ۲۲۸

(۲) ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر، داستانیں اور مزاح، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ۱۹۹۳ء ص ۶۳

(۳) رشید احمد، گوریجہ، ڈاکٹر، جدید اردو نثر، ملتان: بیکن بکس، گلگشت، ۲۰۰۱ء، ص ۱۶۴

(۴) وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، ص ۲۲۹۔۲۳۰

(۵) ایضاً، ص ۲۳۱۔۲۳۲

(۶) علامہ راشد الخیری، نانی عشو اور دوسرے پر لطف نتیجہ خیز افسانے، دہلی: عصمت بک ڈپو، بار اول، جنوری ۱۹۳۰ء، ص ۳

(۷) علامہ راشد الخیری، ولایتی نخی، مشمولہ ولایتی نخی، دہلی: عصمت بک ڈپو، طبع اول ۱۹۴۲ء، ص ۴

(۸) انوار احمد، ڈاکٹر، اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ، فیصل آباد: مثال پبلشرز ۲۰۱۰ء، ص ۴۰

(۹) شوکت تھانوی، دولت خانہ، مشمولہ نمک مرچ، لاہور: فروغ اردو، س۔ن، ص ۱۳

(۱۰) کرشن چندر، ''گوماں''، مشمولہ طلسم خیال ۱۹۳۸ء، ص ۱۵۱، ۱۵۲

(۱۱) شفیق الرحمٰن، گرمیوں کی چھٹیاں، مشمولہ کرنیں، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۲۰۰۸ء، ص ۱۴، ۱۵

(۱۲) ہاجرہ مسرور، ''کاروبار''، مشمولہ سب افسانے میرے (مجموعہ)، لاہور: مقبول اکیڈمی ۱۹۹۱ء، ص ۵۵

✿✿✿